فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۵۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): سفر میں سواری پر سوار ہوئے اذان کہنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ يُؤَذِّنُ عَلَى الْبَعِيرِ، وَيَنْزِلُ فَيُقِيمُ .

''آپ رضی اللہ عنہ اونٹ پر اذان کہہ دیتے اور نیچے اتر کر اقامت کہتے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 212/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ أَنْ يُؤَذِّنَ الرَّجُلُ وَهُوَ رَاكِبٌ .

''سواری پر اذان کہنے میں کوئی حرج نہیں۔''

(مؤطأ الإمام مالك : 100/2)

(سوال): کیا بیٹھ کر اذان دی جا سکتی ہے؟

(جواب): بلا عذر بیٹھ کر اذان دینا جائز نہیں، اذان کھڑے ہو کر کہنی چاہیے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ .

''بلال! کھڑے ہوئیے اور نماز کے لیے اذان کہیے۔''

(صحيح البخاري : 604، صحيح مسلم : 377)

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَخْتَلِفْ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي أَنَّ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُؤَذِّنَ وَهُوَ قَائِمٌ إِلَّا مِنْ عِلَّةٍ، فَإِنْ كَانَتْ بِهِ عِلَّةٌ فَلَهُ أَنْ يُّؤَذِّنَ جَالِسًا .

''اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں (بلکہ اجماع ہے) کہ سنت یہ ہے کہ اذان کھڑے ہو کر کہی جائے، الا کہ کوئی عذر ہو، تو اس صورت میں اذان بیٹھ کر بھی کہی جا سکتی ہے۔''

(الأوسط : 46/3، الإجماع : 40)

سوال: جمعہ کی دوسری اذان کے بعد کاروبار کا کیا حکم ہے؟

جواب: جمعہ کی دوسری اذان کے بعد کاروبار حرام ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾(الجمعة : ۹)

''مومنو! جب جمعہ کی نماز کے لیے آذان کہہ دی جائے، تو ذکر الٰہی (خطبہ سننے) کے لیے لپکو اور کاروبار بند کر دو، جان لو، تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔''

❀ ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قُلْتُ لِعَطَاءٍ : هَلْ مِنْ شَيْءٍ يُحَرَّمُ إِذَا نُودِيَ بِالْأُولٰى سِوَى الْبَيْعِ؟ فَقَالَ عَطَاءٌ : إِذَا نُودِيَ بِالْأُولٰى، حَرُمَ اللَّهْوُ وَالْبَيْعُ، وَالصَّنَاعَاتُ

كُلُّهَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ الْبَيْعِ، وَالرُّقَادُ وَأَن يَأْتِيَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ وَأَنْ يَّكْتُبَ كِتَابًا .

''میں نے عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے پوچھا: (جمعہ کی) اذان کے بعد خرید وفروخت کے علاوہ بھی کوئی چیز حرام ہے؟ فرمایا: جب (جمعہ کی) اذان ہو جائے، تو لہو ولعب اور خرید وفروخت حرام ہو جاتی ہے، صنعت کاری بھی خرید وفروخت کی طرح ہے، نیز (اذان کے بعد) آرام کرنا، بیوی سے مجامعت کرنا اور لکھنا پڑھنا سب حرام ہیں۔''

(تغليق التعليق لابن حجر : 361/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا مُجْمَعٌ عَلَى الْعَمَلِ بِهٖ، وَلَا خِلَافَ فِي تَحْرِيمِ الْبَيْعِ .

''اجماع ہے کہ اس آیت پر عمل ضروری ہے، نیز (جمعہ کی اذان کے بعد) خرید وفروخت کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(أحكام القرآن : 213/4)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَلٰى تَحْرِيمِ الْبَيْعِ بَعْدَ النِّدَاءِ الثَّانِي .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ دوسری آذان کے بعد کاروبار حرام ہے۔''

(تفسير ابن كثير : 122/8)

سوال: جمعہ کی اذان کے بعد بیع کی، منعقد ہوگی یا نہیں؟

جواب: جمعہ کی اذان کے بعد بیع حرام ہے، بیع کرنے والے گناہ گار ہوں گے، مگر

اس وقت بیع کرنے سے منعقد ہو جائے گی۔

(سوال): اذان کہتے ہوئے کانوں میں انگلیاں ڈالنا کیسا ہے؟

(جواب): اذان کہتے ہوئے کانوں میں انگلیاں ڈالنا جائز ہے، اس کا مقصد آواز کو اونچا کرنا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى مُوسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...... وَاضِعًا إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ، لَهٗ جُؤَارٌ إِلَى اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَةِ، مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِي .

''گویا میں موسیٰ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے کانوں میں انگلیاں ڈالی ہوئی ہیں اور اللہ کے نام کا تلبیہ پکارتے ہوئے اس وادی (وادیٔ ازرق) سے گزر رہے ہیں۔''

(صحيح مسلم : 166)

❁ اس حدیث کی شرح میں حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا دَلِيلٌ عَلَى اسْتِحْبَابِ وَضْعِ الْأُصْبُعِ فِي الْأُذُنِ عِنْدَ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْأَذَانِ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ اذان میں آواز کو بلند کرنے کے لیے کانوں میں انگلیاں ڈالنا مستحب ہے۔''

(شرح النّووي : 230/2)

❁ محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ الْأَذَانُ أَنْ يَقُولَ : اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ يَجْعَلُ إِصْبَعَيْهِ

فِي أُذُنَيْهِ .

''اذان کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں میں انگلیاں ڈالی جائیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2186، وسندهٔ صحيحٌ)

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۷۹ھ) فرماتے ہیں:

عَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ : يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يُدْخِلَ الْمُؤَذِّنُ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ فِي الْأَذَانِ .

''اہل علم کا اس مسئلہ پر عمل ہے، وہ مؤذن کے لیے کانوں میں انگلیاں ڈالنا مستحب سمجھتے ہیں۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 197)

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

مُبَاحٌ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ .

''(اذان کہتے ہوئے کانوں میں انگلیاں ڈالنا) اہل علم کے نزدیک جائز ہے۔''

(شرح صحيح البخاري : 258/2)

تنبیہ:

اذان کے وقت کانوں میں انگلیاں ڈالنے کے متعلق جو روایات مروی ہیں، وہ ساری کی ساری ضعیف و غیر ثابت ہیں، ملاحظہ ہوں؛

❁ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رَأَيْتُ بِلَالًا يُؤَذِّنُ، وَقَدْ جَعَلَ أُصْبُعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ وَهُوَ يَلْتَوِي فِي أَذَانِهِ يَمِينًا وَشِمَالًا .

''میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کہتے سنا، آپ رضی اللہ عنہ نے کانوں میں انگلیاں ڈالی ہوئیں تھی اور دائیں بائیں مڑ رہے تھے۔''

(صحيح ابن خزيمة : 388، سنن الدّارمي : 1235)

سند ضعیف ہے۔ حجاج بن ارطاۃ ضعیف و مدلس ہے، سماع کی تصریح نہیں کی۔
حجاج کی متابعت سفیان ثوری نے کی ہے، وہ بھی مدلس ہیں، سماع کی صراحت نہیں کی۔

❀ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اس روایت کو معلول سمجھتے تھے۔

(صحيح ابن خزيمة، تحت الحديث : 388)

❀ سیدنا سعد بن عائذ قرظ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَّجْعَلَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ، وَقَالَ : إِنَّهٗ أَرْفَعُ لِصَوْتِكَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ (اذان کہتے وقت) انگلیاں کانوں میں ڈال لیا کریں، نیز فرمایا: اس سے آواز اونچی نکلتی ہے۔''

(سنن ابن ماجه : 710)

سند ضعیف ہے۔

① عبد الرحمٰن بن سعد بن عمار ''ضعیف'' ہے۔

② سعد بن عمار بن سعد ''مجہول'' ہے۔

سعد بن عمار کی ضعیف متابعت بھی ہے۔

❀ اس حدیث کی سند کو حافظ بوصیری رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(مِصباح الزّجاجة : 90/1)

❁ سیدنا عبداللہ بن زید بن عبدربہ انصاری رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ انہوں نے خواب میں فرشتے کو اذان کہتے دیکھا:

جَعَلَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ وَنَادٰى .

''فرشتے نے انگلیاں کانوں میں ڈالیں اور اذان کہی۔''

(نصب الرّاية للزّيلعي :278/1)

سند سخت ضعیف ہے۔

① یزید بن ابی زیاد الہاشمی ''ضعیف ومدلس'' ہے، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

فائدہ:

❁ سفیان ثوری رحمہ اللہ نے نسیر بن ذعلوق رحمہ اللہ سے پوچھا، کیا آپ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سواری پر اذان کہتے وقت کانوں میں انگلیاں ڈالے دیکھا؟، تو نسیر رحمہ اللہ نے فرمایا: نہیں۔

(مصنف ابن أبي شيبة :210/1، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایسا سواری پر ہونے کی وجہ سے کیا ہوگا، واللہ اعلم!

سوال: کیا اقامت میں بھی دائیں بائیں منہ موڑا جائے گا؟

جواب: نہیں۔

سوال: جو اکیلا شخص بیابان میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز پڑھے، کیا فرشتے اس کے ساتھ نماز میں شامل ہو جاتے ہیں؟

جواب: اس بارے میں کوئی مرفوع یا موقوف روایت ثابت نہیں۔

❁ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

لَا يَكُونُ رَجُلٌ بِأَرْضِ فَيْءٍ فَيَتَوَضَّأُ، فَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ يَتَيَمَّمُ، ثُمَّ يُنَادِي بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ يُقِيمُهَا، إِلَّا أَمَّ مِنْ جُنُودِ اللّٰهِ مَا لَا يُرٰى طَرَفَاهُ .

''جو شخص بیانان میں ہو، وضو کرے، پانی نہ ملے، تو تیمّم کرے، پھر اذان دے اور اقامت کہے، تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق (فرشتوں) کا اتنا بڑا لشکر اس کی اقتدا میں نماز ادا کرتا ہے، کہ اس لشکر کے کنارے دکھائی نہیں دیتے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 2277)

سند ضعیف ہے۔ سلیمان بن طرخان تیمی مشہور مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

جس سند میں سلیمان تیمی کی متابعت ہے، وہ بھی ضعیف ہے، اس میں سفیان کا عنعنہ ہے۔

❁ یہ روایت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مرفوع بھی مروی ہے، اس کی سند بھی ضعیف ہے، قاسم بن غصن ضعیف ہے۔ نیز اس روایت کا مرفوع ہونا بھی صحیح نہیں۔

(سوال): اقامت کے جواب میں أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا کہنا کیسا ہے؟

(جواب): اقامت کے دوران جب قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کہا جاتا ہے، تو اس کے جواب میں بعض لوگ أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا کہتے ہیں۔ یہ جائز نہیں، کیونکہ ایسا کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ اس کے متعلق جو حدیث وارد ہے، وہ سخت ''ضعیف'' اور نا قابل عمل و نا قابل حجت ہے، ملاحظہ فرمائیں:

❁ مروی ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنا شروع کی۔ جب انہوں نے

قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کہا، تو نبی اکرم ﷺ نے جواب میں أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا کہا۔

(سنن أبي داوٗد : 528، عمل اليوم والليلة لابن السنّي : 105)

سند ضعیف ہے:

① محمد بن ثابت عبدی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَكْثَرِ الْمُحَدِّثِينَ .

''اکثر محدثین کرام کے نزدیک یہ مضبوط راوی نہیں۔''

(خلاصة الأحكام :217/1، ح : 559، نصب الراية للزيلعي :5/1، 6)

② ''رجل من اہل الشام'' مبہم و نامعلوم ہے۔

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(خلاصة الأحكام :295/1)

(سوال): سفر میں اذان اور اقامت کہہ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب): مستحب ہے۔

۞ نبی کریم ﷺ کے سفر حج میں عرفہ مقام پر اذان اور اقامت کہی گئی، تو آپ ﷺ نے نماز ظہر اور نماز عصر جمع کر کے پڑھائی۔

(صحیح مسلم : 1218)

۞ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ، فَقَالَ لَهُ : أَبْرِدْ ....

''ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر پر تھے، مؤذن (ظہر کے لیے) اذان کہنے لگا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی (ظہر کی تپش کو) ٹھنڈا کر لیجئے......۔''

(صحيح البخاري : 629، صحيح مسلم : 616)

❁ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَتَى رَجُلَانِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدَانِ السَّفَرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا أَنْتُمَا خَرَجْتُمَا، فَأَذِّنَا، ثُمَّ أَقِيمَا، ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا .

''دو بندے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، وہ سفر کا ارادہ رکھتے تھے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب آپ دونوں سفر پر جائیں، تو (نماز کے لیے) اذان اور اقامت کہنا اور آپ میں سے بڑا امامت کرائے۔''

(صحيح البخاري : 630، 674)

❁ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم ﷺ کے پاس قیام کے بعد واپس جانے لگے، تو نبی کریم ﷺ نے ہمیں فرمایا:

إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ، وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ .

''جب نماز کا وقت ہو، تو آپ میں سے ایک اذان کہے اور آپ میں سے بڑا امامت کرائے۔''

(صحيح البخاري :631)

سوال: فجر کی اذان میں الصلاۃ خیر من النوم کے جواب میں کیا کہا جائے؟

جواب: الصلاۃ خیر من النوم کے جواب میں یہی کلمہ دہرائے جائے گا۔ بعض نے

لکھا ہے کہ اس کے جواب میں صَدَقْتَ، وَبَرَرْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ کہا جائے، مگر اس بارے میں کوئی دلیل معلوم نہیں ہو سکی۔

(سوال): کیا قضائے حاجت کے دوران اذان کا جواب دے سکتے ہیں؟

(جواب): قضائے حاجت کے دوران اللہ تعالیٰ کا ذکر جائز نہیں، اذان بھی ذکر ہے، لہٰذا اس دوران اذان کا جواب نہیں دیا جا سکتا۔

(سوال): کیا حائضہ اذان کا جواب دے سکتی ہے؟

(جواب): حائضہ کے لیے اذان کا جواب دینا جائز ہے۔ حائضہ نماز اور تلاوت قرآن کے علاوہ ہر ذکر کر سکتی ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى جَوَازِ التَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ وَالصَّلَاةِ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْأَذْكَارِ وَمَا سِوَى الْقُرْآنِ لِلْجُنُبِ وَالْحَائِضِ وَدَلَائِلُهُ مَعَ الْإِجْمَاعِ فِي الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ مَشْهُورَةٌ.

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جنبی اور حائضہ کے لیے سبحان اللہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، الحمد للہ کہنا، رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنا اور تلاوت قرآن کے علاوہ دیگر اذکار کرنا جائز ہیں۔ اجماع کے ساتھ ساتھ اس کے دلائل صحیح احادیث میں مشہور ہیں۔''

(المَجموع: 164/2)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (٣١٩ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ لَهُمَا أَنْ يَذْكُرَا اللّٰهَ وَيُسَبِّحَاهُ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ حائضہ اور جنبی اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تسبیح کر سکتے ہیں۔''

(الإشراف على مَذاهب العلماء : 434/3)

سوال: جواذان کے دوران دنیاوی باتوں میں مشغول رہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اذان کا جواب دینا مستحب ہے، لہٰذا بہتر یہی ہے کہ دوران اذان باتیں نہ کی جائیں، بلکہ اذان کے کلمات کو غور سے سنا جائے اور جواب دیا جائے۔

سوال: کیا جمعہ کی اذان کا بھی جواب دیا جا سکتا ہے؟

جواب: جمعہ کی اذان کا جواب بھی دیا جائے گا۔

سوال: اذان میں رسول اللہ ﷺ کا نام سن کر انگوٹھے چومنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کا تقاضا ہے کہ ان کی اطاعت وفرمانبرداری کی جائے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا:

أَطِيعُونِي مَا أَطَعْتُ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ، فَإِذَا عَصَيْتُ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَلَا طَاعَةَ لِي عَلَيْكُمْ.

''میری اطاعت اس وقت تک کرنا، جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں۔ جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں، تو آپ پر میری اطاعت فرض نہیں۔''

(السّيرة لابن هشام : 82/6، وسندهٗ حسنٌ)

ہمارا فرض بنتا ہے کہ غلو وتقصیر سے بچتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کی سنتوں کو حرزِ جان بنائیں اور شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے آپ ﷺ کی عزت وتوقیر بجالائیں۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (748ھ) نے فرمایا ہے:

اَلْغَلُوُّ وَالْاِطْرَاءُ مَنْهِيٌّ عَنْهُ، وَالْأَدَبُ وَالتَّوْقِيرُ وَاجِبٌ، فَإِذَا اشْتَبَهَ الْاِطْرَاءُ بِالتَّوْقِيرِ تَوَقَّفَ الْعَالِمُ وَتَوَرَّعَ، وَسَأَلَ مَنْ هُوَ أَعْلَمُ مِنْهُ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُ الْحَقُّ، فَيَقُوْلُ بِهٖ، وَإِلَّا فَالسُّكُوْتُ وَاسِعٌ لَّهٗ، وَيَكْفِيْهِ التَّوْقِيْرُ الْمَنْصُوْصُ عَلَيْهِ فِي أَحَادِيْثَ لَا تُحْصٰى، وَكَذَا يَكْفِيْهِ مُجَانَبَةُ الْغُلُوِّ الَّذِي ارْتَكَبَهُ النَّصَارٰى فِي عِيْسٰى، مَا رَضُوْا لَهٗ بِالنُّبُوَّةِ حَتّٰى رَفَعُوْهُ إِلَى الْإِلٰهِيَّةِ وَإِلَى الْوَالِدِيَّةِ، وَانْتَهَكُوْا رُتْبَةَ الرُّبُوْبِيَّةِ الصَّمَدِيَّةِ، فَضَلُّوا وَخَسِرُوا، فَإِنَّ إِطْرَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤَدِّي إِلٰى إِسَائَةِ الْاَدَبِ عَلَى الرَّبِ، نَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى أَنْ يَّعْصِمَنَا بِالتَّقْوٰى، وَأَنْ يَّحْفَظَ عَلَيْنَا حُبَّنَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يَرْضٰى .

''تعظیم میں حد سے بڑھنا ممنوع ہے، جبکہ ادب اور توقیر واجب ہے۔ جب تعریف میں مبالغہ کا اشتباہ ہو، تو عالم کو توقف کرنا چاہیے اور رُک جانا چاہیے، نیز کسی بڑے عالم سے دریافت کر لے، تاکہ حق واضح ہو جائے، پھر وہ اس کے بارے میں بات کرے، ورنہ خاموشی بہتر ہے۔ اسے وہی توقیر کافی ہے، جسے بے شمار احادیث میں وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح غلو سے اجتناب کرے، جس کا ارتکاب نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا۔ وہ ان کی نبوت پر راضی نہیں ہوئے، بلکہ انہیں الٰہ اور اللہ کا بیٹا قرار دیا اور اللہ

تعالیٰ کی شان ربوبیت وصمدیت میں نقب لگایا۔ یوں وہ گمراہ اور ناکام ہوگئے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی تعظیم میں حد سے بڑھنا اللہ کی گستاخی کی طرف لے جاتا ہے۔ ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ تقویٰ کی بدولت ہمیں بچالے اور جیسے اسے پسند ہے، ہمارے دلوں میں نبی اکرم ﷺ کی محبت راسخ فرمادے۔'' (میزان الاعتدال : 650/2)

نبی کریم ﷺ کا نام سن کر انگوٹھے چومنے پر کوئی دلیل نہیں، اگر یہ نیکی کا کام ہوتا یا شریعت کی رُو سے نبیٔ اکرم ﷺ کی توقیر ہوتی، تو صحابہ کرام اور ائمہ عظام ضرور کرتے۔ وہ سب سے بڑھ کر نبی اکرم ﷺ کی تعظیم کرنے والے تھے۔ کسی ثقہ امام سے اس کا جواز یا استحباب ثابت نہیں، لہٰذا یہ دین نہیں۔ اس کے ثبوت پر پیش کردہ دلائل ملاحظہ فرمائیں:

❀ مسند فردوس از دیلمی میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت ہے:

إِنَّهٗ لَمَّا سَمِعَ قَوْلَ الْمُؤَذِّنِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدَ رَّسُولُ اللّٰه قَالَ هٰذَا، وَقَبَّلَ بَاطِنَ الْأُنْمُلَتَيْنِ السَّبَّابَتَيْنِ وَمَسَحَ عَيْنَيْهِ، فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيلِي، فَقَدْ حَلَّتْ عَلَيْهِ شَفَاعَتِي .

''جب آپ رضی اللہ عنہ نے مؤذن کو أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ کہتے سنا، تو یہی الفاظ کہے اور دونوں انگشتِ شہادت کے پورے جانب زیریں سے چوم کر آنکھوں سے لگائے، اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے ایسا کیا، جیسا میرے پیارے نے کیا ہے، اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔''

(المقاصد الحسنة للسّخاوي، ص 384)

① بے سند ہے۔

② حافظ سخاوی رحمہ اللہ (902ھ) نے اس روایت کے متعلق لکھا ہے:

لَا یَصِحُّ . ''یہ روایت ثابت نہیں ہے۔''

بعض احباب کہتے ہیں کہ لَا یَصِحُّ ''یہ روایت صحیح نہیں ہے۔'' سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ ''حسن'' بھی نہیں ہے، یہ ان کی بات خطائے محض کی قبیل سے ہے اور اس روایت پر توقف بھی نہیں آتی، کیوں کہ اس روایت کی تو سند ہی موجود نہیں۔

❀ سیدنا خضر علیہ السلام سے منسوب ہے:

مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ يَقُوْلُ : أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدَ رَّسُوْلُ اللَّهِ : مَرْحَبًا بِحَبِيْبِي وَقُرَّةِ عَيْنِي مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يُقَبِّلُ إِبْهَامَيْهِ وَيَجْعَلُهُمَا عَلٰى عَيْنَيْهِ لَمْ يَرْمَدْ أَبَدًا .

''جو شخص مؤذن سے أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدَ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے الفاظ سن کر مَرْحَبًا بِحَبِيْبِي وَقُرَّةِ عَيْنِي مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہے، پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے، اس کی آنکھیں کبھی نہ دُکھیں گی۔''

(المَقاصد الحسنة للسّخاوي، ص 384)

بے سند و بے ثبوت ہے۔

❀ حافظ سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

بِسَنَدٍ فِيهِ مَجَاهِيلُ مَعَ انْقِطَاعِهٖ .

''یہ روایت مجہولین کی بیان کردہ ہے، انقطاع بھی ہے۔''

اس روایت کی سند بھی موجود نہیں ہے، بعضے نادان دوست مجاہیل کی روایت کو ضعیف کہنے سے گریزاں ہوتے ہیں، لیکن مجاہیل کا مسئلہ تو تب پیش آئے، جب سند موجود ہو، سند ہی اگر موجود نہیں، تو مجہول کی روایت کے صحیح یا ضعیف ہونے کی بحث سے حاصل؟ امام شافعی رحمہ اللہ کا فرمان البتہ اس سلسلہ میں سن لیجئے:

لَا نَقْبَلُ خَبَرَ مَنْ جَهِلْنَاهُ، وَكَذٰلِكَ لَا نَقْبَلُ خَبَرَ مَنْ لَّمْ نَعْرِفْهُ بِالصِّدْقِ وَعَمَلِ الْخَيْرِ .

''ہم محدثین مجہول راوی کی حدیث قبول نہیں کرتے، نہ ہی اس شخص کی روایت قبول کرتے ہیں، جس کی سچائی اور نیکی ہم نہیں جانتے۔''

(إختلاف الحديث : 13، معرفة السّنن والآثار للبيهقي : 12/1)

دین متصل روایات کا نام ہے۔ صحیح حدیث کی شرطوں میں بنیادی شرط اتصال سند ہے، یہاں تو سرے سے سندیں ہی موجود نہیں، اتصال کہاں سے ہوگا!

ان روایات کے بارے میں اہل علم کی آرا:

✿ حافظ سخاوی رحمہ اللہ (902ھ) لکھتے ہیں:

لَا يَصِحُّ فِي الْمَرْفُوْعِ مِنْ كُلِّ هٰذَا شَيْءٌ .

''اس معنی کی مرفوع احادیث میں سے کوئی بھی ثابت نہیں۔''

(المقاصد الحسنة، ص 385)

❁ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ (1014ھ) لکھتے ہیں:

كُلُّ مَا يُرْوٰى فِي هٰذَا، فَلَا يَصِحُّ رَفْعُهُ الْبَتَّةَ .

''اس بارے میں کوئی بھی مرفوع روایت قطعاً ثابت نہیں۔''

(الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الكبرٰى، ص 210)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ (1252ھ) نقل کرتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ فِي الْمَرْفُوعِ مِنْ كُلِّ هٰذَا شَيْءٌ .

''ان میں سے کوئی مرفوع روایت ثابت نہیں۔''

(ردّ المحتار على الدّر المختار :293/1)

ہم کہتے ہیں کہ ان روایات کے صحیح یا ضعیف ہونے کا فیصلہ تو بعد کی بات ہے، ان کی تو سند ہی موجود نہیں ہے۔

تنبیہ:

① علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ (1014ھ) لکھتے ہیں:

إِذَا ثَبَتَ رَفْعُهُ عَلَى الصِّدِّيقِ فَيَكْفِي الْعَمَلُ بِهٖ .

''جب صدیق رضی اللہ عنہ تک سند ثابت ہوگئی ہے، تو عمل کے لیے کافی ہے۔''

(الموضوعات الكبرٰى، ص 210)

اس کی سند بھی موجود نہیں ہے، ملا علی قاری رحمہ اللہ کو شاید اشتباہ ہو گیا ہوگا۔

② مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب (1391ھ) ''انجیل برناس'' کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''اس میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے روح القدس (نورِ مصطفوی) کے

دیکھنے کی تمنا کی، تو وہ نور ان کے انگوٹھے کے ناخنوں میں چمکا دیا گیا۔ انہوں نے فرطِ محبت سے ان ناخنوں کو چوما اور انگوٹھوں سے لگایا۔''

(جاء الحق: 398/1)

ہمیں قرآن وحدیث کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے، محرف ومبدل کتابوں کی پیروی کا حکم نہیں دیا گیا۔

۞ نیز لکھتے ہیں:

''اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، پھر بھی فضائل اعمال میں حدیث ضعیف معتبر ہوتی ہے۔'' (جاء الحق: 401/1)

ٹھیک ہے کہ فضائل میں ضعیف کے معتبر ہونے یا نہ ہونے پر بحث شروع ہو چکی ہے، گو سلف میں یہ بحث نہ تھی، لیکن بے سند روایت کو تو کسی نے بھی معتبر نہیں کہا۔ دوسرے یہ کہ اس مسئلہ کا تعلق فضائل اعمال سے نہیں، بلکہ احکام شرعیہ سے ہے کہ اذان میں نبی ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنے چاہئیں یا نہیں، فضائل کی بات تو بعد میں ہے۔ قارئین کرام! یاد رکھیں دین صحیح روایات کا نام ہے، فضائل کا تعلق بھی دین سے ہے۔

۞ امام ابن حبان رحمہ اللہ (354ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ أَعْتَبِرْ ذٰلِكَ الضَّعِيْفَ لِأَنَّ رِوَايَةَ الْوَاهِي وَمَنْ لَّمْ يَرْوِ سَيّانِ.

''میں نے اس ضعیف راوی کا اعتبار نہیں کیا، کیونکہ کمزور راوی کی روایت نہ ہونے کے برابر ہے۔'' (الثّقات: 159/9)

۞ نیز فرماتے ہیں:

كَأَنَّ مَا رَوَى الضَّعِيْفُ وَمَا لَمْ يَرْوِ فِي الْحُكْمِ سَيّانِ.

''گویا کہ ضعیف کی روایت حکم میں نہ ہونے کے برابر ہے۔''

(كتاب المجروحين :328/1، ترجمة سعيد بن زياد الدّاري)

❁ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (852ھ) فرماتے ہیں:

لَا فَرْقَ فِي الْعَمَلِ بِالْحَدِيْثِ فِي الْأَحْكَامِ أَوْ فِي الْفَضَائِلِ، إِذِ الْكُلُّ شَرْعٌ .

''احکام یا فضائل میں حدیث پر عمل میں کوئی فرق نہیں، کیونکہ دونوں (فضائل اور احکام) شریعت ہی تو ہیں۔''

(تبيين العَجب، ص 2)

ضعیف حدیث کو کوئی بھی دین نہیں کہتا۔

❁ مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

''اور اس کو حرام کہنا محض جہالت ہے، جب تک کہ ممانعت کی صریح دلیل نہ ملے، اس کو منع نہیں کر سکتے۔ استحباب کے لیے مسلمانوں کا مستحب جاننا ہی کافی ہے، مگر کراہت کے لیے دلیل خاص کی ضرورت ہے۔''

(جاء الحق:399/1)

کسی ثقہ مسلمان سے باسندِ صحیح انگوٹھے چومنے کو مستحب کہنا ثابت نہیں۔ ہم تو اس فعل کو بدعت کہتے ہیں، کیونکہ اس پر دلیل نہیں ہے، لہٰذا یہ کہنا کہ ممانعت کی صریح دلیل نہیں، اس لیے اس کو ناجائز و بدعت نہیں کہنا چاہیے، یہ قول خود لائق التفات نہیں، کیوں کہ عبادات اور دین کے متعلق احکام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اجازت سے کیے جاتے ہیں، اس میں ممانعت نہیں، اذن و اجازت کو دیکھا جاتا ہے۔

اگر یہ مان لیا جائے کہ ممانعت نہیں آئی، اس لیے جائز ہے، تو پھر ہر بدعت دین کا حصہ قرار پائے گی۔ اگر کوئی عید الفطر سے پہلے اذان کہے، جبکہ اس کے بارے میں ممانعت صریح کہیں بھی نہیں ہے، تو کیا مستحب کہلوائے گی؟

❀ علامہ ابوشامہ رحمہ اللہ (665ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ مَنْ فَعْلَ أَمْرًا مُوْهِمًا أَنَّهٗ مَشْرُوْعٌ وَّلَيْسَ كَذٰلِك فَهُوَ غَالٍ فِي دِيْنِهٖ مُبْتَدِعٌ فِيهِ قَائِلٌ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ بِلِسَانِ مَقَالِهٖ أَوْ لِسَان حَالِهٖ.

''ہر وہ شخص جو کسی ایسے کام کو مشروع سمجھتے ہوئے کرتا ہے، جو مشروع نہیں ہوتا، تو وہ دین میں غلو سے کام لینے والا، بدعت نکالنے والا اور زبانِ قال یا زبانِ حال سے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والا ہوتا ہے۔''

(الباعث على إنكار البِدَع والحوادث، ص 20-21)

سوال: کیا اقامت کہنے والے کا امام کے بالکل پیچھے کھڑا ہونا ضروری ہے؟

جواب: اقامت کہنے والے کہیں بھی کھڑے ہو کر اقامت کہہ سکتا ہے، اقامت کہنے کے لیے کوئی مخصوص جگہ نہیں۔

سوال: کیا مسجد کے محراب میں کھڑے ہو کر اذان کہی جا سکتی ہے؟

جواب: کہی جا سکتی ہے، محراب بھی مسجد کا حصہ ہے۔

سوال: مسجد کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان کہنا کیسا ہے؟

جواب: درست ہے، اذان کسی بھی بلند جگہ پر کھڑے ہو کر کہی جا سکتی ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ قَالَ : وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يَنْزِلَ هٰذَا وَيَرْقٰى هٰذَا .

''بلال رات کو اذان کہتے ہیں، لہٰذا (اس کے بعد بھی) کھائیں پئیں، جب تک کہ عبد اللہ بن اُم مکتوم اذان نہ کہہ دیں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان دونوں کی اذان میں زیادہ وقت نہ ہوتا تھا، ایک (چبوترے یا منار سے) اُترتا، تو دوسرا چڑھ جاتا۔''

(صحیح مسلم : 1092)

❁ یہی روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔

(صحيح البخاري : 1919)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹) حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے تحت فرماتے ہیں:

يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ أَذَانَهُمَا كَانَ عَلٰى مَنَارَةٍ، أَوْ عَلٰى شَيْءٍ مُّرْتَفِعٍ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ سیدنا بلال اور سیدنا عبد اللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہما کی اذان منار یا کسی بلند جگہ پر ہوتی تھی۔''

(الأوسط : 28/3)